حضرت ابوبکر صدیق رضؓ



96

ناشران

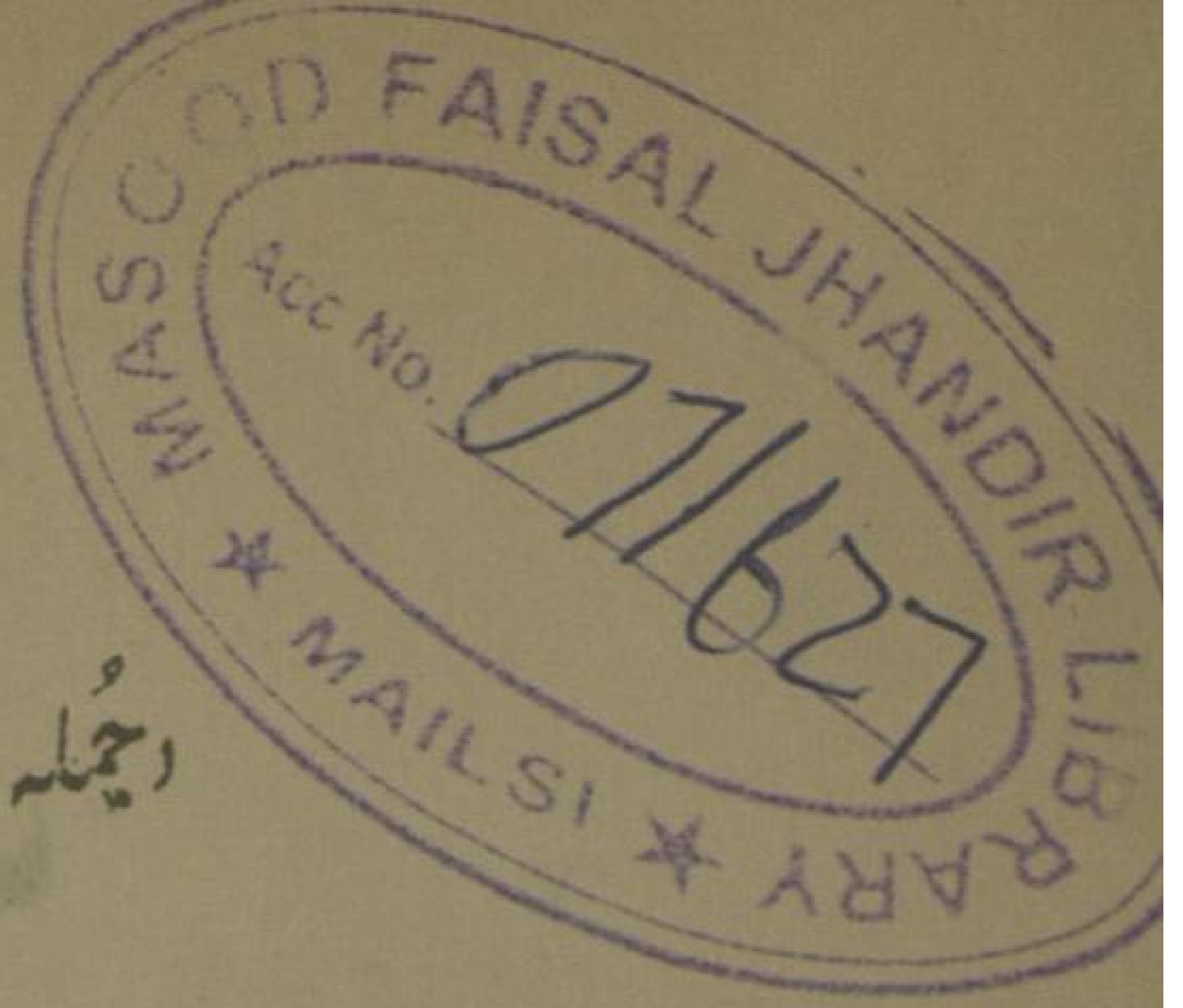
شیخ غلام علی اینڈ سنز تاجران کتب کشمیری بازار لا

حضرت

ابوبکر صدیق رضؓ

بچوں کی لائبریری

شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز۔ لاہور



سلسلہ بچوں کی لائبریری ۳

سنہ ۱۹۵۴ء

بار سوم



شیخ نیاز احمد پرنٹر و پبلشر
نے اپنے علمی پرنٹنگ پریس ہسپتال روڈ لاہور سے چھپوا کر
کشمیری بازار لاہور سے شائع کیا

دیباچہ

جن لوگوں کی عمریں پڑھنے پڑھانے میں بیت گئیں، اُن کے تجربات کا نچوڑ یہ ہے کہ بچہ جب شعور کی آنکھ کھولتا ہے، تو اُسے سب سے بڑھ کر دلچسپی کہانیوں سے ہوتی ہے۔ بچوں کو اپنے بزرگوں اور مشاہیر کے سبق آموز حالات پڑھانے کا بہترین طریقہ یہی سمجھا گیا ہے کہ شروع شروع میں اس مضمون کو کہانیوں کی صورت میں پیش کیا جائے۔ چنانچہ یہ طریقہ ترقی یافتہ ملکوں کے اسکولوں میں عام طور پر رائج ہے ؛

ہم نے اس سلسلہ کے لیے ایسی شخصیتیں چُنی ہیں۔ جن کی سیرتوں کے مطالعے سے قدم قدم پر مفید سبق ملیں، پڑھنے والوں کے اخلاق اور کردار بلند ہوں، ان کے دلوں میں اچھے سے اچھے قومی جذبات بیدار ہو جائیں، وہ بہتر انسان بن جائیں، قوم، ملک اور انسانیت کی سچّی خدمت گزاری کو اپنی زندگیوں کا نصب العین بنا لیں ؛

ان کہانیوں کا ایک ایک واقعہ تاریخی نقطۂ نگاہ سے مستند ہے، لیکن ان میں وہ تحقیقی بحثیں نہیں لائی گئیں، جو بچوّں کی دماغی سطح سے اُونچی تھیں۔ اگرچہ ہمارا اصل مقصد محض کہانیاں سنانا نہیں، بلکہ بچوّں کے دل و دماغ کے لیے صحیح تربیت کے سانچے مہیا

کرنا ہے۔ تاہم اس مقصد کو اندازِ بیان میں اس طرح سمو دیا گیا ہے کہ جو کچھ پڑھنے والے کے دل میں اترنا چاہیے، اترتا جائے اور کہانی کی عام دلچسپی و دل پذیری کا سلسلہ ٹوٹنے نہ پائے ۔

لکھنے کا اسلوب بہت سادہ اور سلیس رکھا گیا ہے' اتنا سلیس کہ حرفوں کو جوڑ جوڑ کر لفظ بنا لینے والا بچّہ بھی اسے بے تکلّف پڑھ سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ زبان کی خوبی اور بیان کی دل آویزی کا ذوق بھی پرورش پاتا رہے ۔

آیندہ نسلوں کو اعلیٰ قومی مقاصد و اصول کے مطابق تربیت دینا ہمارا گراں بہا ملّی اور ملکی فرض ہے۔ ناشرین کی اصل غرض یہی ہے کہ اس فرض کو پورا کرنے میں وہ بھی اپنی ناچیز بساط کے مطابق ہاتھ بٹائے۔ یہ غرض ایک حد تک بھی پوری ہو جائے تو ناشرین یہ سمجھیں گے کہ اُن کی محنت ٹھکانے لگی ۔

ناشرین

حضرت

ابوبکر صدّیقؓ

ابتدائی حالات

حضرت ابوبکرؓ ہمارے رسول پاک صلّے اللہ علیہ وسلّم سے عمر میں صرف دو برس چھوٹے تھے۔ بچپن ہی سے اتنی محبّت تھی کہ حضورؐ ہی کے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے۔ بڑے ہو کر حضورؐ تجارت فرمانے لگے، تو حضرت ابوبکرؓ بھی ساتھ ہوتے۔ مکّے کے

خوش حال اَور دَولت مند تاجر تھے ۔ اِسلام سے پہلے بھی دیانت اَور ایمان داری میں بڑی شہرت حاصل کر لی تھی ۔

جب رسُولؐ پاک کو نبوّت عطا ہُوئی، تو مَردوں میں سے جس بزرگ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا، وہ حضرت ابوبکرؓ ہی تھے ۔ مسلمان ہوتے ہی دینِ حق کی تبلیغ شروع کر دی ۔ کئی بزرگ، جو بعد میں اسلام کے آسمان پر چاند اَور تارے بن کر چمکے، حضرت ابوبکرؓ ہی کی تبلیغ سے مسلمان ہُوے تھے ۔

جن لوگوں نے شروع میں اسلام کی دعوت قبول کی تھی، اُن میں لونڈیوں اَور غلاموں کی بھی ایک جماعت شامل تھی، جن کے مالک اُن مسکینوں پر رات دن

ظلم کے پہاڑ توڑتے رہتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کئی مظلوموں کو روپے دے کر ظالم مالکوں سے خریدا اور آزاد کر دیا۔ اُن میں اسلام کے مؤذّن حضرت بلالؓ بھی تھے۔ سُبحان اللہ! حضرت ابوبکرؓ کی دولت کتنی پاکیزہ اور با برکت تھی، جو اسلام کے نہایت نازک وقت میں ایسے نیک کام پر صرف ہوئی۔

وطن چھوڑنے کا اِرادہ

مسلمان کچھ مدّت تک تو کافروں کی سختیاں سہتے رہے، لیکن جب ظلم حد سے گزر گئے، تو رسولؐ پاک نے اپنے جاں نثاروں کو حبش چلے جانے کی اجازت دے دی، جہاں کے عیسائی بادشاہ سے

رواداری کے برتاؤ کی امید تھی +

حضرت ابوبکرؓ اگرچہ مکّے کے چند بڑے آدمیوں میں شمار ہوتے تھے، لیکن اُن کو بھی اطمینان سے رہنے کی کوئی صورت دکھائی نہ دی، تو وطن چھوڑ کر نکل پڑے۔ تھوڑی دُور گئے تھے کہ ایک دوست مل گیا، جو بڑا ذی اثر تھا۔ اُس نے پوچھا: "کہاں جا رہے ہو؟" فرمایا: "مجھے خدا کی عبادت سے روکا جا رہا ہے۔ اب چاہتا ہوں کہ کسی دُوسرے ملک میں جا بسوں۔" دوست نے کہا: "ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ تم جیسے آدمی کا باہر جانا کون پسند کرے گا، جو غریبوں اور بے نواؤں کا ہاتھ بٹاتا ہے، رشتہ داروں کے حق کا خیال رکھتا ہے، مہماں نواز

ہے، مصیبت کے ماروں کو مدد دیتا رہتا
ہے؟ میرے ساتھ واپس چلو اور اپنے
وطن ہی میں مرضی کے مطابق خدا کی
عبادت کرو۔ تمھیں کوئی نہیں روکے گا۔"
چنانچہ وہ آپ کو واپس لے گیا اور قریش
میں اعلان کر دیا: "ابوبکرؓ کو کوئی کچھ نہ
کہے، وہ میری پناہ میں ہیں۔" قریش نے
جب دیکھا کہ ایک بڑا سردار حضرت ابوبکرؓ
کا پشت پناہ بن گیا ہے، تو کہنے لگے:
"اگر وہ نماز اور قرآن پڑھنا چاہیں، تو
گھر میں پڑھ لیا کریں۔ باہر نکل کر نماز
کی اجازت نہیں"۔

———×———

خدا اور رسولؐ کی پناہ

حضرت ابوبکرؓ نے اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنا لی تھی۔ اُس میں نماز کے لیے کھڑے ہوتے، تو ذوق و شوق سے قرآن کی تلاوت کرتے۔ دل بہت نرم تھا۔ قرآن کے الفاظ زبان پر آتے ہی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے، اس حالت میں تلاوت کی آواز جس کے کان میں پہنچتی، وہ دل پکڑ کر رہ جاتا۔

قریش نے یہ حالت دیکھی، تو خوف پیدا ہُوا کہ سُننے والے کہیں قرآن کا اثر قبول نہ کر لیں۔ چنانچہ وہ شکایت لے کر حضرت ابوبکرؓ کے اُس دوست کے پاس پہنچے، جس نے اُنھیں پناہ دی

تھی - وہ بھی قریش کی باتیں سُن کر ان کے پیچھے لگ گیا اور حضرت ابوبکرؓ سے کہنے لگا : " یہ حالت یونہی قائم رہی ، تو میں پناہ دینے کی ذمے داری نہیں لے سکوں گا۔" خدا اور رسولؐ کے اُس سچّے جاں نثار نے بے پروائی سے جواب دیا: "مجھے تمھاری پناہ کی ضرورت نہیں - میرے لیے خدا اور اس کے رسولؐ کی پناہ کافی ہے۔" کیا خوب فرمایا ۔ اِس دُنیا میں جسے خدا اور اُس کے رسولؐ کی پناہ مل جائے ، تو پھر کسی پناہ کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے ؟ اور اگر یہ پناہ نصیب نہ ہو ، تو دوسری کون سی پناہ ہے ، جو انسان کے لیے امن کا

سہارا بن سکے؟

ہجرت

مدینے شریف میں مظلوم مسلمانوں کی مہمانی کا بندوبست ہو گیا، تو لوگ اِکّا دُکّا وہاں پہنچنے لگے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اجازت مانگی، تو حضورؐ نے فرمایا: "ابھی ٹھہرو"۔ یہ اِس لیے کہ اُنھیں پہلے ہی دن سے اپنی ہمراہی کے لیے چُن لیا تھا۔

حضورؐ اور حضرت ابوبکرؓ ساتھ نِکلے۔ مدینے کا راستہ شمال کی طرف تھا، لیکن اُس طرف جگہ جگہ قریش کے پہرے بیٹھے تھے۔ اِس لیے پہلے شہر سے نِکل کہ ثور پہاڑ کے ایک غار میں چُھپ

جانے کا ارادہ کر لیا، جو مکّے سے جنوب میں چند میل پر تھا۔ خیال تھا کہ اس طرف تلاش کے لیے کوئی نہ آئے گا۔ حضرت ابوبکرؓ نے پہلے خود اندر جا کر غار کو دیکھا۔ جو سوراخ نظر آئے بند کر دیے پھر حضورؐ اندر پہنچے، اپنے جاں نثار ساتھی کے زانو پر سر رکھ کر لیٹ گئے اور آپؐ کو نیند آ گئی ٭

حضرت ابوبکرؓ کے کان باہر کی آہٹ پر تھے، اور غار کے چپّے چپّے کو بغور دیکھ رہے تھے۔ معلوم ہوُا کہ ایک سوراخ بند ہونے سے رہ گیا۔ اور اتّفاق یہ کہ اس میں سے ایک سانپ نے سر نکالا۔ ہلتے، تو ڈر تھا کہ حضورؐ کی آنکھ کھُل جائے گی۔ آہستہ

آہستہ اپنا پاؤں پھیلایا اور سوراخ کے
اوپر رکھ دیا - سانپ نے کاٹ لیا۔
اس پر بھی اطمینان سے بیٹھے رہے۔
پھر زخم میں اتنا درد شروع ہو گیا
کہ آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، لیکن
رسولِ پاک کے اس شیدائی نے زبان
نہ کھولی ۔

بے اختیاری کی حالت میں ایک
آنسو حضورؐ کے مبارک چہرے پر ٹپکا۔
آپؐ بیدار ہوئے - پوچھا: "ابوبکرؓ کیا
ہے؟" عرض کیا: "میرے ماں باپ
آپؐ پر فدا ہوں! سانپ نے کاٹ
لیا۔" حضور صلعم نے زخم کی جگہ لعاب
دہن لگا دیا - درد بھی مٹ گیا اور
زہر کا اثر بھی باقی نہ رہا ۔

خُدا ہمارے ساتھ ہے

حضورؐ اَور حضرت اَبُوبکرؓ نے تین دن اَور تین راتیں اُس غار میں گزاریں۔ ایک روز قریش ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے اُس غار کے پاس بھی آ پہنچے۔ حضرت ابوبکرؓ پر، اپنے لیے نہیں، صرف حضورؐ کے لیے پریشانی طاری ہو گئی۔ حضورؐ نے فرمایا: "فکر نہ کر، خدا ہمارے ساتھ ہے۔"

حُبِّ رسُولؐ

جب قریش دیکھ بھال کر مایوس ہو کر چلے گئے، تو حضورؐ اَور حضرت ابوبکرؓ نے غار سے نکل کر مدینے کا سفر شرُوع

کیا - قدم قدم پر خطرہ تھا - حضرت ابوبکرؓ
کی حالت یہ تھی کہ کبھی خیال آتا، کوئی
آگے سے حملہ نہ کر دے - جھٹ حضورؐ
کے آگے ہو جاتے - پھر سوچتے کہ شاید
دشمن پیچھے سے آ جائے - دوڑ کر پیچھے
آ جاتے، گویا چاہتے تھے کہ کاش ایک
ابوبکرؓ کے کئی ابوبکرؓ بن جائیں تا کہ
اُس پاک وجود کے اِرد گرد حلقہ بنا لیں
اور وہ حلقہ ہر دُشمن کے مقابلہ پر
ڈھال کا کام دے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ کوئی
شخص اُس وقت تک پورا مُومن نہیں
بن سکتا، جب تک رسولؐ کے ساتھ اُس
کی محبّت دُنیا بھر کے رشتوں سے بڑھ
نہ جائے - اس حدیث پر حضرت ابوبکرؓ

نے پُورا پُورا عمل کیا۔

مسجدِ نبویؐ

مدینے پہنچ کر سب سے پہلے مسجد بنانے پر توجّہ ہُوئی۔ زمین کا ایک ٹکڑا چُن لیا گیا، جس کے مالک دو یتیم بچّے تھے۔ ان کے رشتے دار چاہتے تھے کہ اس نیک کام کے لیے زمین مُفت نذر کریں، لیکن حضورؐ نے یتیموں کا مال نذر میں قبول نہ فرمایا۔ اور حضرت ابوبکرؓ نے اس ٹکڑے کی قیمت ادا کر دی۔ اسی جگہ وہ مسجد بنی، جو خُدا کے گھر کے بعد اس دُنیا کا سب سے بڑھ کر پاک مقام ہے۔

لڑائیاں

مدینے پہنچنے کے بعد قریش سے لڑائیاں شروع ہو گئیں۔ بدر، اُحد اور خندق کے معرکے پیش آئے۔ پھر مکّہ فتح ہو گیا، تو عرب کے اندر کی ساری مخالف قوتیں ٹوٹ گئیں۔ تمام جتھے تتّر بتّر ہو گئے۔ پورے عرب نے اسلام قبول کر لیا۔ حضرت ابوبکرؓ سب لڑائیوں میں حضورؐ کے ہم رکاب رہے ؛

ایک مرتبہ افواہ پھیلی کہ روم کا عیسائی بادشاہ عرب پر حملے کی تیاریاں کر رہا ہے۔ اُس زمانے میں مسلمان عموماً غریب تھے اور ملک میں قحط پڑا ہُوا تھا۔ اِس لیے پیسے اور دوسری چیزوں کی بڑی تنگی

تھی - جب حضورؐ نے حکم دے دیا کہ
جس سے جو کچھ ہو سکے، پیش کرے،
تو روپے، غلّے، سواریاں اور ہتھیار جمع
ہونے لگے - حضرت عثمانؓ بہت بڑے
دولت مند تھے - اُن کی نذر بھی بہت
بڑی تھی - حضرت عمرؓ نے اپنی تمام چیزوں
کے دو حصّے کیے اور ایک حصّہ حضور صلعم
کی خدمت میں پیش کر دیا - حضرت ابو بکرؓ
رسولِ پاک کی بارگاہ میں آئے، تو جو
کچھ گھر میں تھا، سمیٹ کر اُٹھا لائے
اور حضورؐ کے مبارک قدموں پر رکھ دیا -
بلکہ جو کُرتا پہن رکھا تھا، اُس کی
گھنڈیاں بھی اُتار کر شامل کر دیں - حضورؐ
نے جب پوچھا: "بال بچّوں کے لیے کیا
چھوڑا؟" تو عرض کیا کہ خدا اور اُس کا

رسولؐ :

پروانے کو چراغ ہے، بلبل کو پھول، بس
صدّیق کے لیے ہے خُدا و رسولؐ بس

حضورؐ کا وصال

دسویں ہجری میں حضورؐ نے حج ادا کیا۔ دو ڈھائی مہینے بعد بیمار ہو گئے۔ مرض روز بروز بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ مسجد میں تشریف لے جانا بھی مشکل ہو گیا اُس وقت حضرت ابوبکرؓ کو حکم دیا کہ نماز پڑھائیں۔ چنانچہ آپ نے کئی نمازیں پڑھائیں +

حضرت ابوبکرؓ اُس زمانے میں مدینے شریف سے باہر میل ڈیڑھ میل پر ایک بستی میں رہتے تھے۔ وہاں تھوڑی دیر

کے لیے گئے۔ اِس اثنا میں حضورؐ کا
وصال ہو گیا اَور جاں نثاروں میں کہرام
مچ گیا۔ حضرت عمرؓ تلوار سونت کر کھڑے
ہو گئے کہ جو کہے گا کہ حضورؐ اس دُنیا
سے تشریف لے گئے، تو میں اُس کی
گردن اُڑا دُوں گا۔ گویا اُمّت کی حالت
اُس ناؤ کی سی ہو گئی تھی، جس کا کھویّا
موجود نہ ہو اَور اُس کا لنگر ٹوٹ چکا ہو۔

صدّیقی شان

حضرت ابوبکرؓ آئے، تو پہلے چپ چاپ
حضورؐ کے حجرے میں تشریف لے گئے۔
چہرۂ انور سے کپڑا ہٹایا۔ حضورؐ کی پیشانی
پر بوسہ دیا اور کہا:
"میرے ماں باپ قربان! خدا کی قسم،

آپ کو دو موتیں نہیں آئیں گی - جو موت آنی تھی، آ چکی - آپ اس کا مزا چکھ چکے - اس کے بعد کوئی موت نہیں آئے گی۔"

آنکھوں سے آنسوؤں کا تار بندھا ہوا تھا - اسی حالت میں باہر آئے - لوگ ان کی طرف جُھک پڑے - آپ نے فرمایا :

لوگو ! تم میں سے جو محمدؐ کو پُوجتے تھے، وہ کان کھول کر سُن لیں کہ محمدؐ تو فوت ہو گئے - جو خدا کو پوجتے تھے، سو اُنھیں معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ بے شک زندہ ہے، کبھی نہیں مرے گا - خدا فرماتا ہے:

"محمدؐ اللہ کے رسول ہیں - اُن سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں - اگر وہ فوت ہو جائیں یا

شہید ہو جائیں، تو کیا تم اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟"
نپے تُلے چند الفاظ تھے، جن کو سُنتے ہی سب کی آنکھیں کھُل گیئں۔ گویا اُمّت کی ناؤ کو پھر ایک لنگر مل گیا۔

خلافت

اس کے بعد مسلمانوں نے آپ کو اپنا امیر اور خلیفہ چُنا۔ دوسرے روز مسجد میں عام بیعت ہوئی۔ اس موقع پر آپ نے جو خطبہ دیا۔ اُس میں فرمایا:

"لوگو! مجھے تمہارا حاکم بنایا گیا ہے، حالانکہ میں تم میں سب سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر میں اچھا کام کروں، تو میری مدد کرو، بُرائی کی طرف جاؤں، تو مجھے سیدھے راستے پر لگاؤ۔

تم میں جو کمزور ہے وہ اس وقت تک میرے نزدیک طاقتور ہو گا، جب تک اُس کا

حق واپس نہ دلا دُوں ۔ جو طاقت وَر ہے، وہ کمزور ہو گا جب تک دوسروں کا حق اُس سے لے نہ لوں۔

جو قوم خدا کی راہ میں جہاد چھوڑ دیتی ہے، وُہ ذلیل و خوار ہو جاتی ہے۔ جس قوم میں بدکاری پھیل جاتی ہے، خُدا اُس کی مصیبت بھی عام کر دیتا ہے۔ مَیں خُدا اور اُس کے رسولؐ کے حکموں پر چلوں، تو میرا حکم مانو۔ اگر میں اس راستے سے ہٹ جاؤں، تو میری فرماں برداری نہ کرو۔"

اِسلامی حُکمرانی کے اصُول

چھوٹے چھوٹے چند جملے ہیں، لیکن ان میں اسلامی حکومت کے اصول پیش فرما دِیے، مثلاً:

(۱) حاکم اچھے کام کرے، تو اس کا ساتھ دینا چاہیے اگر برائی کی طرف جائے، تو اُسے سیدھے راستے پر لگانا چاہیے۔

(۲) حاکم کا فرض ہے کہ سب کے حقوق پورے کرائے۔ نہ کمزور سے بے پروائی اختیار کرے اور نہ طاقت ور سے ڈرے ۔

(۳) حاکم کی فرماں برداری صرف اُس وقت تک فرض ہے، جب تک وہ خُدا اور رسُولؐ کے حکموں پر چلے۔

(۴) حاکم کا فرض ہے کہ قوم کے دل میں جہاد کا جذبہ قائم رکھے، جس کے بغیر عزّت نہیں رہ سکتی۔ بدکاری کو ہٹائے، ورنہ قوم ایسی مصیبتوں میں مبتلا ہو جائے گی ، جن سے رہائی نہیں مل سکے گی ۔

فتنے پیدا ہو گئے

حضرت ابوبکرؓ کے خلیفہ بنتے ہی ملک میں فتنے کھڑے ہو گئے۔ چند لوگوں نے نبوّت کے

جھوٹے دعوے پیش کر دیے اور جاہل ان کے ساتھ ہو گئے۔ بعض گروہ دین سے پھر گئے۔ بعض نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا۔ رسولؐ پاک کی وفات کے بعد مسلمانوں کے ایمان کا یہ دوسرا کٹھن امتحان تھا۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ اس نئے امتحان میں بھی ذرا نہ گھبرائے۔ فتنے اگرچہ بڑے خطرناک تھے، لیکن تھوڑے ہی دنوں میں سب کا سر کُچل کر رکھ دیا گیا اور پُورے عرب میں امن پیدا ہو گیا۔

فتوحات

اس کے بعد ان علاقوں میں مسلمانوں کی ٹکر ایرانیوں اور رُومیوں سے ہو گئی، جو ایران اور رُوم کی سرحدوں سے ملے ہُوئے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں مسلمانوں نے ایک طرف عراق پر قبضہ کر لیا تھا، دوسری طرف وہ شام میں

داخل ہو چکے تھے، لیکن ایران اور رُوم کی سلطنتوں سے معرکے کی لڑائیاں حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے بعد ہُوئیں۔

وفات

خلیفہ بنے سوا دو برس ہُوئے تھے کہ بیمار ہو گئے۔ جب طبیعت زیادہ بگڑی تو بڑے بڑے صحابیوں کو بُلا کر مشورہ دیا کہ میرے بعد عمرؓ کو خلیفہ بنا لینا۔ بعض نے حضرت عمرؓ کے سخت مزاج ہونے کا ذکر کیا۔ ایک نے کہا کہ خدا کے سامنے کیا جواب دو گے، تو فرمایا: "مَیں عرض کرونگا کہ میں نے اُس شخص کو جانشین بنایا، جو تیرے بندوں میں سب سے اچھّا تھا"۔

پھر فرمایا: "میرے پاس مسلمانوں کے مال میں سے صرف ایک لونڈی اَور دو اُونٹنیاں ہیں۔ میرے

مرتے ہی اُنھیں عمرؓ کے پاس بھیج دینا۔ جب مجھے دفن کر چکو، تو پھر دیکھ لینا کہ بیت المال کی کوئی چیز بھول چوک سے تو گھر میں نہیں رہ گئی ٭

کفن کے متعلّق وصیّت کی کہ مَیں جو کپڑے پہنے ہُوئے ہوں، اُنھیں کو دھو کر کفن کے لیے استعمال کر لینا۔ زندوں کو نئے کپڑوں کی زیادہ ضرورت ہے۔ میرے لیے یہی پھٹے پُرانے کافی ہیں ٭

رسولؐ پاک سے سوا دو برس بعد فوت ہُوئے۔ ترسٹھ برس کی عمر پائی۔ رسولِؐ پاک کے حجرے میں دفن ہُوئے۔ گویا اسلام، غار اور بدر کے بعد قبر میں رسولِؐ پاک کا ساتھی ہونے کا شرف مِلا ٭

اخلاق

حضرت ابوبکرؓ کی خوبیاں اِس قدر ہیں کہ اُن کو چھوٹی سی کہانی میں سمیٹا نہیں جا سکتا۔ آپ رسولِ پاک کی تعلیم کا مکمل نمونہ تھے۔ اسلام لائے، تو قریش کے بڑے دولت مندوں میں گِنے جاتے تھے۔ کہتے ہیں کہ چالیس ہزار درہم ان کے پاس جمع تھے۔ ہجرت کے لیے نکلے، تو ۳۵ ہزار درہم اسلام کی راہ میں خرچ کر چکے تھے۔ فوت ہُوئے، تو چھ ہزار کے قرضدار تھے اور یہ قرض ایک باغ بیچ کر ادا کیا گیا۔

خلافت کا رتبہ پانے کے بعد بھی کبھی کبھی خود ہی بکریاں لے کر چرانے

کے لیے نکل جاتے اور محلّے والوں کی بکریوں کا دُودھ دُوہ دیتے۔ خلیفہ بن گئے تو ایک لڑکی نے کہا: "ہماری بکریاں اب کون دوہے گا؟" فرمایا: "خدا کی قسم! مَیں دوہوں گا اور خلافت مجھے خدا کے بندوں کی خدمت سے باز نہیں رکھّے گی"۔

نیکیوں کے انبار

ہر وقت ہر چھوٹے بڑے نیک کام کو پورا کرنے کا خیال رہتا تھا۔ ایک مرتبہ رسولِ پاک نے صحابہؓ سے چار سوال کیے: "تم میں سے روزہ دار کون ہے؟ آج جنازے میں کون شریک ہُوا؟ مسکین کو کِس نے کھانا کِھلایا؟

بیمار کا حال پوچھنے کے لیے کون گیا؟" حضرت ابوبکرؓ ہر سوال کا جواب "ہاں" میں دیتے رہے۔ حضورؐ نے فرمایا: "جس نے ایک دن میں اس قدر نیکیاں جمع کی ہوں، وہ ضرور بہشت میں جائے گا۔"

خلیفۂ رسولؐ کی شان

خلیفہ بننے سے پہلے کپڑے کی تجارت کرتے تھے۔ خلیفہ بننے کے بعد بھی تھان کندھے پر رکھ، بازار میں نکل جاتے۔ بڑے صحابیوں نے مناسب سمجھا کہ ان کے گزارے کے لیے کچھ مقرر کر دیں۔ چنانچہ کپڑے اور کھانے کے لیے ایک معمولی رقم تجویز ہو گئی۔ جب کپڑے پھٹ جاتے، تو پیوند لگا لیتے۔

چادریں بہت پرانی ہو جاتیں، تو انہیں بیت المال میں بھیج کر نئی منگا لیتے۔ بیوی نے ایک مرتبہ کوئی میٹھی چیز پکانے کا خیال ظاہر کیا، تو فرمایا: "میں صرف گزارا لیتا ہوں۔ اس میں میٹھے کے لیے کوئی گنجائش نہیں۔" بیوی نے روزانہ کے راشن سے تھوڑا تھوڑا بچا کر چند روز میں میٹھے کا بندوبست کر لیا۔ پک کر سامنے آیا، تو پوچھا: "یہ کہاں سے آیا؟" بیوی نے پوری کیفیت بتا دی۔ فرمایا: "اب معلوم ہوا گزارا مقرر کی ہوئی مقدار سے کم میں بھی ہو سکتا ہے۔" چنانچہ اتنی رقم اپنے وظیفے میں سے گھٹا دی۔

راہِ خدا کی گرد

رسُولِ پاک نے ایک لشکر رُومیوں کے مقابلے کے لیے تیار کیا تھا اور حضرت اُسامہ رض کو اس کا امیر بنایا تھا۔ وہ لشکر مدینے کے پاس ہی تھا کہ حضورؐ اس دُنیا سے تشریف لے گئے۔ حضرت ابوبکر رض خلیفہ بنے، تو فتنے کھڑے ہو گئے۔ بعض صحابیوں نے مشورہ دیا کہ اِس لشکر کو روک لیا جائے۔ حضرت ابوبکر رض نے فرمایا: "اگر مدینہ اس طرح آدمیوں سے خالی ہو جائے کہ درندے آ کر میری ٹانگیں کھینچنے لگیں، تو بھی خدا کی قسم، میں رسولِ خدا کے مقرر کیے ہوئے لشکر کو نہیں روکوں گا۔"

اس لشکر کو رخصت کرنے لگے، تو
حضرت اُسامہؓ گھوڑے پر سوار ہو چکے
تھے۔ آپؓ نصیحتیں کرتے کرتے پیدل
ساتھ چلنے لگے۔ اُسامہؓ نے عرض کیا:
"آپ جانشین رسولؐ ہیں، گھوڑے
پر سوار ہو جائیں۔" فرمایا: "اگر میرے
پاؤں تھوڑی دیر کے لیے راہ خدا میں
گرد آلود ہو جائیں، تو کیا مضائقہ؟
رسولؐ اللہ نے فرمایا ہے کہ جن پیروں
پر خدا کی راہ میں گرد پڑتی ہے، اُن
پر دوزخ کی آگ حرام ہو جاتی ہے۔"

قرآن کا جمع کرنا

حضرت ابوبکرؓ کا ایک نہایت اہم
مذہبی کام یہ ہے کہ قرآنِ حکیم، جو صحیفوں

میں لکھا ہوا موجود تھا، اُن لوگوں کے ذریعے سے جمع کرا دیا، جو رسولِ پاک کے زمانے میں آیتیں اور سورتیں لکھا کرتے تھے۔ قرآنِ پاک کا یہ نسخہ حضرت عمرؓ کے بعد اُمّ المومنین حضرت حفصہؓ کے پاس رہا۔ حضرت عثمانؓ نے اُسی کی نقلیں لے کر دُوسرے شہروں میں بھجوائی تھیں۔

زِندگی

اسلام کے بعد آرام کی زندگی کبھی نہ گزاری۔ بہت معمولی غذا کھاتے تھے۔ موٹے جھوٹے کپڑے پہنتے تھے۔ البتہ خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے کا بڑا شوق تھا اور مہمانوں کی خاطر تواضع بھی بہت کرتے تھے۔ خلیفہ بننے کے بعد تو آرام اپنے اُوپر حرام سمجھا لیا تھا۔

ایک مرتبہ پینے کے لیے پانی مانگا۔ لوگوں نے پانی میں شہد مِلا کر پیش کیا۔ پیالہ منہ کے قریب لے گئے، تو بے اختیار رونے لگے۔ اِتنے روئے کہ پاس بیٹھے ہُوئے لوگوں کے بھی آنسو نکل آئے۔ بعد میں لوگوں نے رونے کی وجہ پُوچھی، تو فرمایا: "ایک روز رسولِ خدا کے ساتھ تھا۔ آپ کِسی چیز کو دُور! دُور! کہہ رہے تھے۔ مَیں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ! کیا چیز ہے؟" فرمایا: "دُنیا میرے سامنے آئی تھی، مَیں نے اُسے دُور کر دیا۔"

پھر کہنے لگے کہ یہ بات یاد آ گئی اور مَیں ڈرا کہ کہیں اُس کے فریب میں نہ پھنس جاؤں۔

0-4-6